أصول العقيدة - أردو

أصول عقيده

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي
هاتف: ٤٢٣٤٤٦٦ ٠١٦ - فاكس: ٤٢٣٤٤٧٧ ٠١٦

201

جمعية الدعوة بالزلفي

اصول عقیدہ

أصول العقيدة – أردو

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في الزلفي
Tel: 966 164234466 - Fax: 966 164234477

أصول العقيدة

أعده وترجمه إلى اللغة الأردية

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي

الطبعة الثالثة: ١٤٤٢/٩هـ

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي

أصول العقيدة - الزلفي، 1425هـ

ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٨٠١٣-٥٦-٤

(النص باللغة الأردية)

١ـالعبادات (فقه اسلامى) ٢ـالوعظ والارشاد أـالعنوان

ديوى: ٢٤٠ ١٤٣٥/٩٤٨

رقم الايداع: ١٤٣٥/٩٤٨

ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٨٠١٣-٥٦-٤

فہرست

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
انواع توحید	5	توحید ربوبیت	6
توحید الوہیت	8	توحید اسماء وصفات	9
لا الہ الا اللہ کا معنی	12	لا الہ الا اللہ کے ارکان	13
لا الہ الا اللہ کی فضیلت	13	لا الہ الا اللہ کے شروط	15
محمد رسول اللہ کا معنی	22	ارکان ایمان	25
اللہ تعالی پر ایمان	26	فرشتوں پر ایمان	34
کتابوں پر ایمان	35	رسولوں پر ایمان	36
آخرت پر ایمان	38	قضاوقدر پر ایمان	39
اقسام شرک	40	شرک اکبر کی قسمیں	41
شرک اصغر	42	ہدایت یافتہ جماعت کے عقائد	43

اصولِ عقیدہ

انواعِ توحید:

توحید: جو کام اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں ان کاموں میں اللہ تعالیٰ کو یکتا ماننا' اور تمام انواعِ عبادت اُسی کے لیے کرنا۔ یہی وہ عظیم ترین کام ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے' فرمایا:

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ (الاخلاص ۱).

''کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تنہا ہے۔'' نیز فرمایا:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ (الذارت ۵۶)

''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں''۔ اور فرمایا:

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ﴾ (النساء ۳۶).

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔''

توحید کی تین قسمیں ھیں:

(۱) توحید ربوبیت

(۲) توحید الوہیت

(۳) توحید اسماء وصفات۔

(ا) توحید ربوبیت:

اس جہاں کو بنانے اور چلانے میں اللہ تعالیٰ کو تنہا و یکتا ماننا ہے' اور یہ کہ وہی ذات رزق دینے والی ہے' زندگی عطا کرنے والی ہے' موت دینے والی ہے' اور اسی ذات کے لیے زمین وآسمان کی ملکیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴾ (فاطر۳)

''کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' پس تم کہاں الٹے جاتے ہو''۔ اور فرمایا:

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

''بہت بابرکت ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے' اور جو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔'' [الملك ۱]

اور عالم وجود کی ہر چیز پر اس کی بادشاہت ہے اور اس میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔

اور جہاں تک انتظام چلانے میں اللہ تعالیٰ کو یکتا وتنہا ماننے کا تعلق ہے تو وہ تنہا ہی ساری مخلوق کا انتظام چلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾

''یاد رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا۔ بڑی خوبیوں والا ہے اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے''۔(الاعراف ٥٤)

چند لوگوں کے علاوہ توحید کی اس قسم کا کسی نے بھی انکار نہیں کیا اور وہ بھی بظاہر انہوں نے انکار ضرور کیا ہے مگر ان کے دل اندر سے اقرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ﴾

''انہوں نے انکار کردیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے' صرف ظلم اور تکبر کی بنا پر۔''(النمل:١٤)

صرف توحید ربوبیت کا اقرار' اقرار کرنے والے کے لئے نفع بخش نہیں ہوتا' کیونکہ مشرکین کو محض توحید ربوبیت کے اقرار نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ان سے متعلق بیان دیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ (العنكبوت ٦١)

''اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ زمین و آسمان کا خالق اور سورج چاند کو کام میں لگانے والا کون ہے تو ان کا جواب یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ۔ پھر وہ کدھر الٹے جا رہے ہیں!''

(۲) توحید الوہیت:

عبادت کی تمام اقسام میں صرف ایک اللہ تعالیٰ کو تنہا و یکتا مانا جائے اور انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت نہ کرے اور نہ ہی قربت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔توحید کی یہ نوع تمام اقسام سے زیادہ اہم اور عظیم ہے۔صرف اسی کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذارت ٥٦)

''میں نے جنات اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری ہی عبادت کریں''۔

یہی وہ توحید ہے جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بھیجا' اور اسی مقصد کے لیے کتابیں نازل فرمائیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (الانبیاء ٢٥)

''آپ سے پہلے جو بھی رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں' پس تم سب میری ہی عبادت کرو''۔

یہی وہ توحید ہے کہ جب رسولوں نے مشرکوں کو دعوت دی تو انہوں نے اس کا

انکار کیا۔ (ان کے قول کو) اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔فرمایا:

﴿ قَالُوٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾ (الاعراف ۷۰)

''انہوں نے کہا کہ کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں!''

چنانچہ کسی بھی قسم کی عبادت غیر اللہ کے لیے جائز نہیں ہے' نہ کسی قریبی فرشتے کے لیے' نہ ہی کسی نبی مبعوث کے لیے' اور نہ ہی کسی نیک ولی کے لیے' اور نہ ہی کسی دوسری مخلوق کے لیے' کیونکہ عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہے۔

(۳) توحید اسماء وصفات:

جو نام اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے رکھے ہیں اور جو صفات اس نے اپنے لیے بیان کی ہیں یا جو نام اور صفات اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمائی ہیں ان سب پر ایمان لانا۔اور یہ نام وصفات اسی طرح ثابت کی جائیں گی جو اللہ جل جلالہ کے مقام ومرتبہ کے شایان شان ہوں' نہ تو اس میں تحریف (تبدیلی) ہوگی اور نہ ہی تعطیل (بے معنی) ہوگی، نہ اس کی کیفیت وشکل مقرر کی جائے گی اور نہ مثال دی جائے گی۔اسے مجاز کے بجائے حقیقی معنی پر محمول کیا

جائے گا۔اور ہراس چیز کی نفی کی جائے گی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے نفی کی ہے یا اللہ کے رسول ﷺ نے جس چیز کی نفی اللہ تعالیٰ کے بارے میں کی ہے۔اور جس چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نفی یا اثبات کی وضاحت نہیں آئی وہاں ہم بھی خاموش رہیں گے' نہ اثبات کی کوشش کریں گے اور نہ ہی انکار کریں گے۔

اسماء حسنیٰ کی مثالیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو ''الحی' القیوم'' سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ 'الحی' اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ اس نام میں جو صفت پائی جاتی ہے اس پر ایمان لائیں۔یعنی وہ ایسی حیات کاملہ ہے جس سے پہلے نہ عدم پایا گیا ہو اور نہ کبھی اسے فنا آ سکتی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو ''السمیع'' سے موصوف کیا ہے۔ چنانچہ ہمارا فرض ہے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ ''السمیع'' اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک اسم ہے اور یہ کہ سماعت (سننا) اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے' اور وہ فی الواقع سنتا بھی ہے۔

صفاتِ باری تعالیٰ کی مثالیں: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ﴾(المائدۃ: ٦٤)

''اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ انہی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان کے اس قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے دو ہاتھ ثابت کیے ہیں جو خوب خرچ کرنے والے ہیں۔ چنانچہ ہم پر واجب ہے کہ ہم ایمان لائیں کہ اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں جو کہ عطا اور نعمتوں کے ساتھ کشادہ ہیں' اور یہ بھی ہم پر فرض ہے کہ نہ تو دل میں ہم ان ہاتھوں کا تصور بنائیں اور نہ ہی زبان سے بولیں کہ وہ ہاتھ اس طرح کے ہیں اور نہ ہی مخلوق کے ہاتھوں کے ساتھ ان کی تشبیہ دیں۔ اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ ﴾ (الشوریٰ ۱۱)

''اُس جیسی کوئی چیز نہیں' وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے''۔

توحید کی اس قسم کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہر اُس چیز کو ثابت کریں جس کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے ثابت کیا ہے یا اس کے رسول ﷺ نے ثابت کیا ہے' اور ہر اُس چیز کی نفی کریں جس کی اللہ اور اس کے رسول نے نفی کی ہے۔ اور تمام اسماء وصفات میں یہی اصول چلے گا۔ نہ تو معنی بدلا جائے' نہ مثال دی جائے' نہ کیفیت وشکل بیان ہو'

اور نہ ہی معنی کا انکار ہو۔اور جس اسم وصفت میں اثبات یا نفی ثابت نہیں وہاں اس لفظ میں توقف کیا جائے گا' اس کے مفہوم ومعنی کی تفصیل طلب کی جائے گی۔اگر اس لفظ کا مفہوم و مدعا ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے تو قبول کرلیا جائے گا ورنہ چھوڑ دیا جائے گا۔

کلمہ توحید: لا الہ الا اللہ کا معنی:

''لا الہ الا اللہ'' دین کی بنیاد ہے' دین اسلام میں اس کا عظیم مقام ہے' چنانچہ یہی اسلام کے ارکان میں سب سے پہلا رکن ہے' اور ایمان کی شاخوں میں سب سے اعلیٰ شاخ ہے۔اعمال صالحہ کی قبولیت اس کلمے کے اقرار' اس کے معنی کو سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے پر منحصر ہے۔

اس کلمہ کا صحیح معنی جسے اختیار کیے بغیر چارہ نہیں ہے کہ: ''اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں''۔اس لیے یہ معنی اختیار کرنا واضح غلطی ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی خالق نہیں' یا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ایجاد کرنے پر قادر نہیں' یا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حقیقی موجود نہیں۔اس لیے کہ اگر یہ معنی لیے جائیں تو توحید ربوبیت کا مفہوم تو آ جائے گا اور توحید عبادت کا مفہوم ختم ہو جائے گا' جبکہ اس کلمے کا اصل معنی توحید عبادت ہی ہے۔

کلمہ توحید کے ارکان

اس کلمے کے دو رکن ہیں:

(۱) نفی: 'لا الٰہ' کلمہ نفی ہے' جو کہ کلیتاً ہر چیز کے لائق عبادت ہونے کی نفی کر رہا ہے۔

(۲) اثبات: 'الا اللہ' کلمہ اثبات ہے' جو کہ صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ کی معبودیت کو ثابت کر رہا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ تو کسی کی عبادت کی جائے گی اور نہ ہی عبادت کی کوئی شکل کسی دوسرے کے لیے کی جائے گی۔ لہٰذا جس کسی نے اس کلمہ کا اقرار کیا اس کے معنی کو جانتے ہوئے، اس کے تقاضوں پر عمل کرتے ہوئے یعنی کہ شرک کی نفی کی اور توحید کا اثبات کیا' اس کے تقاضوں پر یقین رکھنے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی کیا وہ سچا مسلمان ہے' اور جس نے اعتقاد کے بغیر عمل کیا وہ منافق ہے' اور جس کسی نے اس کے خلاف کوئی شرکیہ عمل کیا وہ مشرک و کافر ہے خواہ زبان سے کلمہ توحید کا وِرد کرتا رہے۔

کلمہ توحید کی فضیلت

کلمہ توحید کے بہت زیادہ فضائل و فوائد ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) جو توحید پرست گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جانے کا سزاوار بنا ہے یہ کلمہ توحید اس کے اور جہنم میں ہمیشہ رہنے میں مانع ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قالَ لا إلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِي قلْبِهِ وَزْنُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قالَ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِي قلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِي قلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ)) [البخاری ٤٤ و مسلم١٩٣]

''جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ آگ سے بالآخر نکل آئے گا خواہ اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر ایمان ہو۔جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ آگ سے بالآخر نکل آئے گا خواہ اس کے دل میں گندم کے دانے جتنا ایمان ہو۔جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ بالآخر آگ سے نکل آئے گا خواہ اس کے دل میں ذرے کے برابر ایمان ہو''۔

(۲) جنات اور انسانوں کو توحید کی خاطر پیدا کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات ٥٦)

''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں''۔

اس آیت میں ''يَعْبُدُوْن'' کا معنی ''يُوَحِّدُوْن'' ہے۔یعنی میری توحید بیان کریں۔

(۳) یہی وہ کلمہ ہے جس کے لیے رسولوں کو بھیجا گیا اور اسی کے لیے کتابیں نازل کی گئیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (الانبیاء ٢٥)

''آپ سے پہلے جو بھی رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں' پس تم سب میری ہی عبادت کرو''۔

(۴) تمام رسولوں کی دعوت اسی کلمہ توحید سے شروع ہوتی تھی۔ رسولوں کی پہلی دعوت یہی کلمہ ہے' چنانچہ تمام رسولوں نے اپنی قوم کو [سب سے پہلے] یہی بات کہی:

﴿ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط ﴾ (الاعراف: ۵۹)

''اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو' اُس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں''۔

کلمہ توحید کی شروط

''لا الٰہ الا اللہ'' کی سات شرطیں ہیں۔ اس کا اقرار اس وقت تک صحیح نہیں ہوسکتا جب تک یہ ساری کی ساری شرطیں پوری نہ کی جائیں' اور ان میں سے کوئی ایک شرط بھی کم نہ ہو۔

(۱) علم حاصل کرنا: یہ علم نفی و اثبات دونوں پہلوؤں کا ہو' اور اس کی وجہ سے جو عمل کرنا لازم آتا ہے اس کا بھی علم ہو۔ جب بندے کو یہ علم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی تنہا معبود برحق ہے اور اس ذات کے علاوہ دوسروں کی عبادت باطل ہے' تب کہیں گے کہ اسے کلمہ کے معنی کا صحیح صحیح پتا چلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ (محمد: ۱۹)

''چنانچہ تم خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں''۔

اسی بات کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَيَعْلَمُ انَّهُ لا اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الجَنَّةَ)) [مسلم ٢٦]

''جو آدمی یہ جانتے ہوئے مرا کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں وہ جنت میں پہنچ گیا''۔

(۲) یقین رکھنا: اس کا معنی یہ ہے کہ کلمہ توحید کے الفاظ زبان سے اس طرح ادا کرے کہ اس کا دل یقین واطمینان سے بھرا ہوا ہو' انس وجن کے شیطانوں کی طرف سے بھیجے گئے شکوک وشبہات کا گزر تک نہ ہو' بلکہ اس کے معنی ومراد پر پختہ یقین رکھتے ہوئے اس کلمے کو ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا﴾

''مؤمن تو وہ ہیں جو اللہ پر' اس کے رسول پر پکا ایمان لائیں' پھر شک وشبہ میں نہ پڑیں''۔(الحجرات:١٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَشْهَدُ أَنْ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّى رَسُولُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فِيهِمَا اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [مسلم ٢٧]

''میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے، اور یہ کہ میں اللہ کا (سچا) رسول ہوں، جو بندہ ان دونوں باتوں (توحید و

رسالت کی گواہی) میں ذرا بھی شک نہ کرتے ہوئے اللہ سے ملے گا، وہ جنت میں داخل ہوجائے گا‘‘۔

(۳) تسلیم و رضا: یعنی کلمہ توحید کے تقاضے کو دل و زبان سے قبول کرے‘ خبروں کی تصدیق کرے اور جو بات بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آئی ہو اس پر ایمان لائے‘ ہر بات کو مانے اور ان میں سے کسی کا بھی انکار نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾

’’رسول ایمان لایا اُس چیز پر جو اُس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مؤمن بھی ایمان لائے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ پر‘ اُس کے فرشتوں پر‘ اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے‘ اُس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے۔ انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی‘ ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں‘ اے ہمارے رب‘ اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔‘‘ (البقرہ ۲۸۵)

اس کلمہ کے انکار اور عدمِ قبول میں وہ آدمی داخل ہوجاتا ہے جو بعض احکام شریعت اور حدود پر اعتراض کرتا ہے‘ یا ان کو رد کرتا ہے‘ جیسے بعض لوگ چوری اور زنا کی سزا پر اعتراض کرتے ہیں‘ یا ایک سے زیادہ بیویوں کے رکھنے

اور وراثت کے اصولوں پر اعتراض کرتے ہیں، وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط﴾ (الاحزاب:٣٦)

''اور دیکھو کسی مؤمن مرد عورت کو اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ آ جانے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا''۔

(۴) انقیاد: اس کا مفہوم مکمل سپردگی ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ ''لا الٰہ الا اللہ'' جن باتوں پر دلالت کرتا ہے اپنے آپ کو اس کے تابع فرمان کر دینا ہے۔ قبول اور انقیاد میں فرق یہ ہے کہ اس کلمہ کے معنی و مفہوم کی صحت کا زبان سے اقرار کرنا قبول ہے، البتہ انقیاد یہ ہے کہ عمل سے تابع فرمان ہو جانا۔ جب کسی کو ''لا الٰہ الا اللہ'' کا معنی معلوم ہو گیا اور دل کے یقین کے ساتھ تسلیم بھی کر لیا لیکن عملاً اس کی اطاعت نہ کی، اس کے سامنے جھکا نہیں، مکمل سپردگی بھی نہ پائی گئی، جو کچھ معلوم ہوا تھا اس کے مطابق عمل بھی نہیں کیا، تو ان تمام صورتوں میں اس نے انقیاد کی شرط پوری نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاَنِيْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ﴾ (الزمر:٥٤)

''تم سب اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو اور اس کا حکم مان لو''۔

نیز فرمایا:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی' یہ مومن نہیں ہو سکتے' جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں' آپ کو حاکم نہ مان لیں' پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں' ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں''۔[النساء۶۵]۔

(۵) سچائی: یہ کہ آدمی اپنے ایمان میں سچا ہو' اپنے عقیدے میں سچا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو' اور سچے لوگوں کے ساتھی بنے رہو۔''(التوبه ۱۱۹)

اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

[مسنداحمد:۴/۴۰۲۔ صحیح الجامع الصغیر، ح: ۳۵۔]

''جس نے سچے دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی گواہی دی وہ جنت میں داخل ہو گیا''۔

چنانچہ اگر اُس نے زبان سے تو (کلمہ) شہادت کہا اور اس کے مفہوم کو اپنے دل سے جھٹلاتا رہا' یہ طرز عمل اس کی نجات کا سبب نہیں ہوگا' بلکہ وہ منافقوں میں شمار کیا جائے گا۔

اور جو رویہ اس سچائی کی نفی کر دیتا ہے وہ یہ کہ انسان رسول اکرم ﷺ کے ذریعے آئی ہوئی ہدایت کو کلیۃً جھٹلا دے یا اُس کے کسی حصے کا انکار کر دے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور تصدیق کا حکم دیا ہے اور اسے اپنی اطاعت کے ساتھ جوڑ کر بیان کیا ہے۔ فرمایا:

﴿ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ج﴾ (النور: ٥٤)

''اعلان کر دیجیے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (اکرم ﷺ) کی اطاعت کرو''۔

(٦) اخلاص: اس کا معنی یہ ہے کہ انسان نیک نیتی کے ساتھ اپنے کام کو ہر قسم کے شرک کی ملاوٹ سے محفوظ رکھے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ تمام اقوال و افعال کو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کرے اور اُس کی رضا کا طلبگار ہو' اس میں نہ تو کسی قسم کی ریا کاری ہو' نہ شہرت کی طلب ہو' نہ دنیوی فائدہ مقصود ہو' نہ ذاتی غرض ہو' نہ ہی ظاہری یا چھپی کوئی خواہش ہو اور نہ ہی یہ کام کسی انسان کی محبت میں کر رہا ہو' یا ایسے مذہب و جماعت کی خاطر کر رہا ہو جو اللہ تعالیٰ کے دین سے دور ہو' بلکہ اُس کی دعوت و تبلیغ کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی نجات ہو' اس کے دل میں کسی انسان کا خیال نہ ہو جس سے وہ بدلے یا شکریے کا طلبگار ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ط ﴾ (الزمر: ٣)

’’سن لو خالص تابعداری اللہ ہی کے لیے ہے‘‘۔ اور فرمایا:

﴿ وَمَآ اُمِرُوۡا اِلَّا لِيَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ﴾ (البيّنة:٥)

’’انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں‘ اُسی کے لیے دین کو خالص رکھیں‘‘۔

بخاری و مسلم میں حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((فَاِنَّ اللّٰهَ قَدحَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنۡ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبۡتَغِى بِذٰلِكَ وَجۡهَ اللّٰهِ)) [صحیح البخاری ٤١٥ وصحیح مسلم ٣٣]

’’جو آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو آگ پر حرام کر دیا ہے‘‘۔

(۷) محبت: اس عظیم کلمہ توحید سے محبت کی جائے‘ اور ہر اس چیز سے محبت کی جائے جو اس کے معنی اور تقاضے میں شامل ہے۔ چنانچہ اللہ اور رسول سے محبت کی جائے اور ان دونوں کی محبت کو ہر چیز کی محبت سے مقدم رکھا جائے اور محبت کی شرائط اور لوازم کو مضبوطی سے تھاما جائے۔ چنانچہ آدمی اللہ سے محبت کرتا ہے‘ ایسی محبت جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم و توقیر اور امید و بیم کو شامل ہوتی ہے‘ اور ہر اُس جگہ سے بھی محبت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے‘ جیسے مکہ مکرمہ‘ مدینہ منورہ اور عمومی طور پر مسجدیں‘ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب زمانوں سے بھی محبت کرتا ہے‘ جیسے رمضان المبارک اور ذی الحجہ کے پہلے دس دن وغیرہ‘ ان لوگوں سے بھی محبت

کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں‘ جیسے انبیاء‘ رسول‘ فرشتے‘ صدیقین‘ شہداء اور نیک لوگ‘ اور اللہ کے ہاں محبوب عمل سے بھی محبت کرتا ہے‘ جیسے نماز‘ زکاۃ‘ روزہ‘ حج‘ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب قول سے بھی محبت کرتا ہے‘ جیسے ذکر اور تلاوت قرآن مجید ہے۔ اور محبت الٰہی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ اپنی ذاتی محبتوں‘ خواہشوں اور پسندیدہ کاموں پر اللہ تعالیٰ کی محبوب چیزوں کو غالب رکھے۔ اسی محبت کا حصہ یہ بھی ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرے وہ بھی اسے ناپسند کرے‘ چنانچہ کفر‘ فسق اور نافرمانی کو ناپسند کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنكُمْ عَنْ دِينِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِينَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾

”اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے‘ تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی‘ وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر‘ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے“۔ (المائدة: ٥٤)

محمد رسول اللہ ﷺ کا معنی

کلمہ طیبہ کے اس جزو کا معنی ہے کہ آپ ﷺ کو ظاہراً و باطناً اللہ کا بندہ اور

تمام انسانوں کی طرف اُس کا رسول مانا جائے اور اس کو ماننے کے جو تقاضے ہیں ان پر عمل کیا جائے‘ جس کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ آپ ﷺ بتائیں اس کی تصدیق کی جائے‘ آپ کے حکم کی اطاعت کی جائے‘ جس چیز سے روکیں اور ڈانٹیں اس سے باز آیا جائے‘ اور اللہ کی عبادت اس طرح کی جائے جو آپ ﷺ نے متعین کی ہے۔

آپ ﷺ کے بارے میں شہادت دینے کے دو بنیادی رکن ہیں: (۱) آپ ﷺ اللہ کے بندے ہیں (۲) آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

ان دونوں رکنوں کو ماننے کے نتیجے میں آپ ﷺ کے بارے میں افراط و تفریط (۱) ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ان دو صفات میں سب سے زیادہ کامل ہیں۔ ’’عبد‘‘ کے معنی وہ بندہ جو عبادت گزار ہو‘ یعنی آپ (ﷺ) بشر ہیں‘ جس طرح دوسری مخلوق پیدا ہوئی ہے آپ بھی پیدا ہوئے ہیں‘ جو عوارض دوسرے انسانوں کو لاحق ہوتے ہیں وہی آپ ﷺ کو بھی لاحق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ﴾ (الکھف: ۱۱۰)

’’اے نبی! کہہ دو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا‘‘۔ مزید فرمایا:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴾

’’تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی

اوراس میں کوئی ٹیڑھ کجی نہ رکھی‘‘۔(الکھف:۱)

’رسول‘ ماننے کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کو دعوت الی اللہ کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ان دونوں صفات؛اقرارِ عبودیت واقرارِ رسالت کی شہادت کا لازمی نتیجہ ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں افراط وتفریط ختم ہو جاتی ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے بہت سارے لوگ آپ کے بارے میں افراط اور غلو سے کام لیتے ہیں‘ یہاں تک کہ آپ کو عبودیت و بندگی کے مقام سے اٹھا کر اللہ کے علاوہ آپ کی عبادت کے مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپ سے مدد مانگنے لگے اور ایسی ایسی دعائیں کرنے لگے جنہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی پورا کرسکتا ہے‘ جیسے کہ ان کی حاجات پوری کرنا یا ان کی مشکلات ختم کرنا۔

دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کیا ہے یا آپ کی تابعداری میں کوتاہی کی یا آپ کے حقیقی مقام سے آپ کو کم درجے پر لانے کی کوشش کی۔نتیجتاً دوسرے لوگوں کی باتوں کو آپ ﷺ کے حکم پر ترجیح دی‘ آپ ﷺ کی سنت سے زیادتی کی اور اس سے منہ موڑا اور صریحاً آپ ﷺ کو چھوڑ کر دوسروں کے احکام کو قبول کرلیا۔

ارکانِ ایمان

ایمان: ایمان نام ہے قول و عمل کا' جو نیکی کرنے سے بڑھتا ہے اور گنا ہوں اور غلطیوں سے کم ہوتا ہے۔ ایمان دل و زبان سے کہنے' دل' زبان اور اعضائے جسم سے کام کرنے پر مشتمل ہے۔ چنانچہ دل کا قول اعتقاد رکھنا اور اس کی تصدیق کرنا ہے' زبان کا قول اس کا اقرار کرنا ہے۔ دل کا کام تسلیم' اخلاص' تابعداری' محبت اور نیک کام کے لیے ارادہ کرنا ہے۔ اعضائے جسم کا کام واجبات و فرائض کی ادائیگی اور ممنوعہ کاموں سے رک جانا ہے۔

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے کچھ ارکان ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱) اللہ پر ایمان' (۲) فرشتوں پر ایمان' (۳) کتابوں پر ایمان' (۴) رسولوں پر ایمان' (۵) آخرت پر ایمان' (۶) اچھی بری تقدیر پر ایمان۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ﴾

''رسول ایمان لایا اُس چیز پر جو اُس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ پر' اُس کے فرشتوں

پر، اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اُس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے۔ انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں، اے ہمارے رب، اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔'' (البقرة: ۲۸۵)

اور جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے ایمان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ؐ نے فرمایا:

((الایمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) [صحیح مسلم۸]

''ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اور یہ کہ تم ایمان لاؤ اچھی بری تقدیر پر۔''

صحیح عقیدہ کے یہ چھ بنیادی اصول ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا، اور یہی عقیدہ دے کر اپنے رسول محمد ﷺ کو بھیجا، انہیں ارکانِ ایمان کہا جاتا ہے۔

اول: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا

اللہ تعالیٰ پر ایمان کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ربوبیت میں، الوہیت میں اور اسماء

وصفات میں تنہا و یکتا مانا جائے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان میں درج ذیل باتوں پر ایمان لانا داخل ہے:

(۱) اس بات پر ایمان لانا کہ وہی ذات حقیقی معبود ہے' وہی عبادت کا حقدار ہے دوسرا کوئی نہیں' اس لیے کہ اس نے بندوں کو پیدا کیا ہے' اُن کے ساتھ مہربانی کرتا ہے' انہیں رزق پہنچا رہا ہے' لوگوں کے چھپے اور ظاہر کو جانتا ہے' تابعدار کو بدلہ دینے اور نافرمان کو سزا دینے پر قادر ہے۔

اس کی حقیقت یہ ہے کہ تمام اقسام کی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کی جائیں' عاجزی' رغبت اور خوف کے ساتھ ہو' کامل ترین محبت اللہ تعالیٰ کے لیے ہو اور اس کی عظمت کے سامنے بچھ جائے۔ اسی عظیم اصول کو بیان کرنے کے لیے قرآن کریم کا اکثر حصہ نازل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ، اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ط﴾

''پس آپ اللہ کی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ آگاہ رہو کہ اُسی کے لیے دین خالص ہے۔'' (الزمر: ۲، ۳)

نیز فرمایا:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ (بنی اسرائیل:۲۳)

''تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم سب صرف اسی کی عبادت کرو''۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴾

''تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لیے دین کو خالص کر کے خواہ کافر برا مانیں''۔(المومن : ١٤)

اور عبادت کی بہت زیادہ قسمیں ہیں۔ مثلا: دعا کرنا' خوف کھانا' امید رکھنا' توکل کرنا' رغبت کرنا' ڈرنا' عاجزی کرنا' خطرہ محسوس کرنا' جھکنا' مدد طلب کرنا' پناہ طلب کرنا' بارش طلب کرنا' ذبح کرنا' نذر دینا۔ ان کے علاوہ بھی عبادت کی بہت ساری شکلیں ہیں جنہیں غیر اللہ کے لیے کرنا جائز نہیں' بلکہ غیر اللہ کے لیے کرنا شرک وکفر ہے۔

دعا کی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴾(المومن: ٦٠)

''اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا' اور یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں' وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے''۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ))[سنن الترمذی ۲۹۶۹]

''دعا ہی عبادت ہے''۔[امام ترمذی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔]

خوف کی دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلاَ تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (آل عمران: ۱۷۵)

''چنانچہ تم ان سے خوف نہ کھاؤ، اگر سچے مؤمن ہو تو مجھ سے خوف کھاؤ''۔

رجاء (آرزو رکھنے) کی دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (الکھف: ۱۱۰)

''تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے''۔

توکل کی دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾(المائدہ: ۲۳)

''اور اگر تم مؤمن ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے''۔

نیز فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ﴾ (الطلاق:۳)

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا''۔

رغبت، ڈر اور خشوع کی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ط وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴾ (الانبیاء: ۹۰)

''یہ لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے، اور ہمیں لالچ، طمع اور ڈر خوف سے پکارتے تھے، اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے''۔

ڈرنے (خطرہ محسوس کرنے) کی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ق ﴾ (البقرہ: ۱۵۰)

''تم ان سے نہ ڈرو، مجھ ہی سے ڈرو''۔

انابت کی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ ﴾ (الزمر: ۵۴)

''تم سب اپنے رب کی طرف جھک پڑو اور اس کی تابعداری کیے جاؤ''۔

مدد طلب کرنے کی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ (الفاتحہ)

''صرف تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے ہی ہم مدد طلب کرتے ہیں''۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰه)) [سنن الترمذی ٢٥١٦]

''جب مدد طلب کرو تو اللہ سے مدد طلب کرو''۔

پناہ مانگنے کی دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (الناس)

''کہہ دیجئے کہ میں لوگوں کے رب کی پناہ میں آتا ہوں''۔

فریاد کرنے کی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾ (الانفال:٩)

''اُس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی''۔

ذبح کرنے کی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ ج وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾

(الانعام: ١٦٢، ١٦٣)

''آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز' میری قربانی' میرا جینا' میرا مرنا اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے' اُس کا کوئی شریک نہیں' اور مجھے اسی کا حکم ہوا ہے' اور میں سب ماننے والوں میں سے سب سے پہلا ہوں''۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰه)) [صحيح مسلم ١٩٧٨]

''اللہ نے لعنت کی اس شخص پر جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کیا''۔

نذر کی دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ﴾

''جو نذر پوری کرتے ہیں' اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے۔'' (الانسان: ۷)

حتیٰ کہ محض عادات اگر ان کا مقصد طاعت الٰہی پر تقویت حاصل کرنا ہے' جیسے سونا' کھانا پینا' رزق کمانا اور شادی وغیرہ' یہ سارے کام اگر سچی نیت سے کیے جائیں تو وہ عبادت کا حکم رکھتی ہیں اور مسلمان کو اس پر اجر ملتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا ایک حصہ یہ ہے کہ ان تمام فرائض اور واجبات اسلام کے پانچ ظاہر ارکان پر بھی ایمان لایا جائے جو اس نے اپنے بندوں پر فرض کیے ہیں' اور وہ یہ ہیں: (۱) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا' (۲) نماز قائم کرنا' (۳) زکوٰۃ ادا کرنا' (۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا' (۵) جس کو استطاعت ہو اس کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا۔ اور ان

کے علاوہ دیگر فرائض پر ایمان لانا جنہیں شریعت مطہرہ نے فرض قرار دیا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں شامل ہے کہ ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ ہی سارے جہان کو پیدا کرنے والا ہے' اس کے معاملات کو چلانے والا ہے' اور جس طرح چاہتا ہے اپنے علم اور قدرت کے مطابق نظام چلاتا ہے' وہ دنیا و آخرت کا مالک ہے' اور سارے جہانوں کا پروردگار ہے' نہ اس کے علاوہ کوئی خالق ہے' نہ اس کے علاوہ کوئی رب ہے۔ اُسی نے رسولوں کو بھیجا' کتابوں کو نازل کیا' تاکہ بندوں کی اصلاح ہو جائے' اور ان کو اس راستے کی طرف دعوت دی جائے جس میں ان کی دنیا و آخرت کی نجات اور بھلائی ہے' اور یہ کہ کوئی بھی ان معاملات میں اللہ کا شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾ (الزمر: ٦٢)

''اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے''۔

(۴) اللہ تعالیٰ پر ایمان کا ایک حصہ یہ ہے کہ اس کے اسماءِ حسنٰی اور عظیم صفات پر بھی ایمان لایا جائے' جن کا تذکرہ کتاب اللہ میں موجود ہے اور رسول امین ﷺ سے ثابت ہیں۔ نہ تو ان کے معنیٰ کو بدلا جائے' نہ ہی بے معنیٰ سمجھا جائے' نہ ہی ان کی کیفیت بیان کی جائے اور نہ ہی مخلوق سے اس کی مثال دی جائے۔ البتہ ان عظیم معانی پر ایمان لایا جائے جو ان کلمات میں موجود ہیں' اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں' لہٰذا ضروری ہے کہ ان کو اس طرح مانا جائے جو اللہ

تعالیٰ کے عظیم مقام ومرتبے کے شایان شان ہو' البتہ مخلوق سے ان کی مشابہت نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوریٰ: ۱۱)

''اُس کی ذات جیسی کوئی چیز نہیں' اور وہ سمیع وبصیر ہے''۔

دوم: فرشتوں پر ایمان

فرشتوں پر ایمان لانے کی دو شکلیں ہیں۔ مجمل اور مفصل۔

مجمل ایمان: چنانچہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا اور ان کی فطرت اطاعت پر رکھی ہے۔ ان کی بہت ساری قسمیں ہیں' کچھ فرشتے عرش باری تعالیٰ کو اٹھائے ہوئے ہیں' کچھ فرشتے جنت وجہنم کے نگہبان ہیں' کچھ فرشتے بندوں کے اعمال لکھتے ہیں۔

مفصل ایمان: جن فرشتوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے نام دیا ہے ان پر بھی ایمان لاتے ہیں' جیسے جبریل' میکائیل' جہنم کا نگران مالک' صور پھونکنے کا ذمہ دار اسرافیل وغیرہ۔

فرشتوں کو اللہ نے نور سے پیدا کیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ

وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ)) [صحيح مسلم ٢٩٩٦]

''فرشتوں کی پیدائش نور سے ہوئی ہے' جنوں کی پیدائش بھڑکتی ہوئی آگ سے ہوئی ہے اور آدم کی پیدائش اس چیز سے ہے جو تمہیں بتا دی گئی ہے''۔

سوم: کتابوں پر ایمان

کتابوں پر مجملاً ایمان اس طرح واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام پر کتابیں نازل کی ہیں' تاکہ بندوں پر اپنا حق واضح کر دے' اور انہیں حق کی طرف دعوت دی جائے۔

کتابوں پر تفصیلی ایمان کی شکل یہ ہے کہ ہم ان کتابوں کو ان کے نام سے مانیں' مثلاً تورات' انجیل' زبور' اور قرآن حکیم۔ قرآن آخری کتاب ہے' وہی ان کی محافظ ہے اور ان کی تصدیق کرنے والی ہے' اسی کی اتباع کرنا اور اسی کے فیصلے کو ماننا ساری امت کی ذمہ داری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ صحیح سنتِ رسول کو ماننا بھی ضروری ہے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جنوں اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ پر یہ قرآن نازل کیا ہے تاکہ اس کے مطابق آپ ﷺ لوگوں کے درمیان فیصلے کریں۔ نیز قرآن کریم کو سینے کے روگ کے لیے شفا بنایا ہے اور ہر چیز کو واضح کرنے والا' ذریعہ ہدایت اور

جہانوں کے لیے رحمت بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

''اور یہ ایک کتاب ہے بڑی خیر و برکت والی' چنانچہ اس کا اتباع کرو اور ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو''۔(الانعام ۱۵۵)

نیز فرمایا:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ (النحل ۸۹)

''اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے اور ہدایت و رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لیے''۔

چہارم: رسولوں پر ایمان

مجمل و مفصل دونوں طرح رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے' چنانچہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف رسولوں کو بھیجا جو خوشخبری دینے والے تھے' ڈرانے والے تھے اور حق کی طرف دعوت دینے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ج﴾ (النحل:۳۶)

''ہم نے ہر امت کی طرف رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو

اور طاغوت [1] سے بچ کر رہو"۔

چنانچہ جس کسی نے انبیاء ورسل کی بات مان لی وہ سعادتمندی وسلامتی سے ہم کنار ہوا اس نے کامیابی اور سلامتی پالی' اور جس نے مخالفت کی اس کا انجام ناکامی وندامت رہا۔

ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ تمام رسولوں کی ایک دعوت تھی اور وہ یہ کہ اللہ کی توحید کا اقرار اور تنہا اسی کی عبادت' ہاں البتہ احکام شریعت میں مختلف تھے۔ اور اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ انبیاء و رسل کو دوسروں پر فضیلت بخشی۔ اور یہ کہ ان سب میں سے افضل اور آخری ہمارے نبی محمد ﷺ تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ﴾ (بنی اسرائیل:٥٥)

"ہم نے کچھ نبیوں کو دوسروں پر فضیلت عطا کی"۔

نیز فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ﴾ (الاحزاب:٤٠)

"محمد (ﷺ) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں' البتہ اللہ کے رسول

---

(١) شریعت میں ہر وہ چیز طاغوت کہلاتی ہے جو اللہ کے مقابلے میں اپنی عبادت کروائے خواہ وہ انسان کا اپنا نفس ہو' برادری' رسم ورواج ہو یا ملکی قانون ہو' خواہ وہ علماء اور پیر ہی ہوں جو اللہ کی شریعت کے مقابلے میں اپنی شریعت چلاتے ہوں۔ [مترجم]

اور خاتم الانبیاء ہیں‘‘۔

جس کسی نبی رسول کا نام اللہ تعالیٰ نے بیان کیا‘ یا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوا اس پر تفصیل اور نام کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔ جیسے حضرت نوح‘ حضرت ہود‘ حضرت صالح‘ حضرت ابراہیم علیہم الصلاۃ والسلام۔ [ان کے علاوہ بھی متعدد انبیاء و رسل کے نام قرآن حکیم میں موجود ہیں‘ جن کی کل تعداد پچیس ہوتی ہے۔]

پنجم: آخرت پر ایمان

آخرت پر ایمان کے حوالے سے ہر وہ چیز اس میں داخل ہو جاتی ہے جس کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے۔ مثلاً: امتحانِ قبر‘ اس کا عذاب یا نعمتیں‘ اور جو کچھ قیامت کے دن ہوگا‘ مثلاً: ہولناک حالات‘ مشکلات‘ پل صراط‘ ترازو‘ حساب‘ جزاء‘ اعمال نامے کا پھیلایا جانا‘ لوگوں کے سامنے ان کے اعمال ناموں کا اڑنا۔ چنانچہ کوئی اپنا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں لے گا اور کوئی پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں لے گا۔ ایمان آخرت کے ضمن میں حوض کوثر پر ایمان لانا جس کے ساقی ہمارے نبی محمد ﷺ ہوں گے اور ہر نبی کا اپنا اپنا حوض ہوگا جس کا تذکرہ احادیث میں موجود ہے۔ ایمانِ آخرت کے ضمن میں یہ باتیں بھی شامل ہیں: جنت و جہنم پر ایمان‘ اہل ایمان کا اپنے رب کو دیکھنا‘ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے بات کرنا‘ اور بھی کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا

ذکر قرآن حکیم اور صحیح سنتِ رسول اللہ ﷺ میں آیا ہے' ان تمام باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بیان کیا ہے اس کی تصدیق کرنا بھی ضروری ہے۔

ششم: قضاء وقدر پر ایمان لانا

قضاء وقدر پر ایمان چار باتوں کو شامل ہے:

(۱) جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے ان سب باتوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے' اور وہ جانتا ہے اپنے بندوں کے حالات کو' ان کے رزق کو' ان کی زندگیوں کو' اور ان کے اعمال وغیرہ کو' ان میں سے کوئی ادنیٰ چیز بھی اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (التوبة ١١٥)

''یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ کو ہر ہر چیز کا علم ہے''۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے جو بھی فیصلہ کیا ہے اور تقدیر مقرر کی ہے اس کو لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾ (یٰس ١٢)

''ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے''۔

(۳) اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی وارادہ نافذ ہو کر رہے گا۔ جو اُس

نے چاہا ہو گیا' جو نہیں چاہا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ط﴾ (اٰل عمران ٤٠)

''اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے''۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے اس مقدر چیز کے وجود میں آنے سے پہلے اس چیز کو پیدا کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (الصّٰفّٰت ٩٦)

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا ہے''۔

اقسام شرک

شـــرك: شرک یہ ہے کہ بندہ' اللہ تعالیٰ کی ربوبیت' عبادت یا اسماء وصفات میں کسی کو بھی حصہ دار بنادے۔

شرک دو قسم کا ہے: شرکِ اکبر' شرکِ اصغر۔

(۱) شرک اکبر: شرک اکبر یہ ہے کہ کسی قسم کی عبادت کو غیر اللہ کے لیے کیا جائے' اگر اس قسم کا شرک کرنے والا انسان توبہ کئے بغیر اسی حال میں مرجائے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اسی طرح اس کے سارے اعمال ضائع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (الانعام ٨٨)

(اٹھارہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اسماء گرامی ذکر کرنے کے بعد فرمایا:) ''اگر (بالفرض) یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے رہے تھے وہ سب کے سب ضائع ہو جاتے''۔ [اَعَاذَنَا اللّٰه مِنَ الشِّرك]

سچی اور خالص توبہ کے بغیر اللہ تعالیٰ شرک اکبر کی مغفرت نہیں کرتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا﴾ (النساء ٤٨)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے' اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا''۔

شرک اکبر کی قسمیں

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے دعا کرنا' غیر اللہ کے نام کی نذر دینا' غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا' اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اور شریک بنا کر ان سے اسی طرح محبت کرنا جس طرح اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ﴾ (البقرة:١٦٥)

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے۔''

شرکِ اصغر

جس کام کو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ میں شرک سے تعبیر کیا گیا ہو اور وہ حقیقتاً شرکِ اکبر تک نہ پہنچتا ہو وہ شرکِ اصغر ہوتا ہے۔ ایسے کام سے انسان اسلام سے خارج تو نہیں ہوتا' بلکہ اُس کی توحید میں کمی آ جاتی ہے۔ جیسے کہ معمولی قسم کا دکھلاوا یا ہر وہ کام جو شرکِ اکبر کا ذریعہ بن سکتا ہو' البتہ وہ شرکِ اکبر میں سے نہ ہو' جیسے قبر کے قریب اللہ کے لیے نماز ادا کرنا' یا غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا' (البتہ یہ اعتقاد نہ ہو کہ یہ شخص نفع یا نقصان دے سکتا ہے) یا اس طرح کہنا جو اللہ چاہیے اور فلاں انسان چاہے' اور اس قسم کے دوسرے اعمال و اقوال۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((**أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الأَصْغَرُ**)) فسُئل عنه فقال: ((**الرِّيَاءُ**)) [مسند احمد ٥/٤٢٨۔صحیح الجامع ١٠٠٠]

''تمہارے بارے میں مجھے سب سے زیادہ اندیشہ شرک اصغر کا ہے''۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دکھلاوا'' (یعنی ریاکاری)۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((**مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ**))(ابوداود ٣٢٥١ ، صحیح الجامع الصغیر ٦٢٠٤)

''جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھائی اُس نے شرک کیا۔''

شرک اصغر کی قسم میں درج ذیل اعمال شامل ہیں: تعویذ گنڈے باندھنا' کڑا پہننا' دھاگہ باندھنا تاکہ موجود بیماری و مشکلات کو ٹالا جائے یا آئندہ کے لیے بچا جا سکے۔ لیکن اگر اُس نے یہ اعتقاد رکھ لیا کہ یہ چیزیں سبب نہیں بلکہ خود نفع نقصان کی مالک ہیں تو شرکِ اکبر ہو جائے گا۔

ہدایت یافتہ جماعت کے اعتقادات کا خلاصہ

فرقہ ناجیہ کا عقیدہ یقیناً وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ یہ کہ ایک سچا مؤمن اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی رب ہے اور حقیقی معبود ہے' تمام کمالات صرف اُسی کے ہیں' چنانچہ مؤمن صرف اسی ایک ذات کی عبادت کرتا ہے' اطاعت میں اُسی کے لیے خالص و مخلص ہوتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے' بنانے والا ہے' ٹھیک ٹھاک بنانے والا ہے' رزق دینے والا ہے' عطا کرنے والا اور روکنے والا ہے اور سارے نظام کو چلانے والا ہے۔

اسی کی ذات ہی حقیقی معبود ہے' اُس کی ذات سب سے اوّل ہے' اُس سے پہلے کچھ نہ تھا' سب سے آخری ہے' اُس کے بعد کوئی چیز نہیں' ایسا غالب ہے کہ اُس کے اوپر کوئی چیز نہیں' ایسا باطن ہے کہ اُس کے نیچے کوئی چیز نہیں۔

اُس کی ذات بلند اور سب سے بلند ہے' ہر معنی واعتبار سے اُس کی ذات اونچی ہے' اُس کا مقام اونچا ہے' اُس کا غلبہ وطاقت سب سے اوپر ہے۔

اللہ جل جلالہ کی ذات عرش پر مستوی ہے' ایسا استواء جو اُس کے مقام و عظمت کے لائق ہو۔ وہ سب سے اونچا اور سب سے اوپر ہے۔ اُس کا علم ظاہر و باطن کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ آسمانی دنیا اور زمینی دنیا کو جانتا ہے۔ اپنے علم کی بنیاد پر وہ اپنے بندوں کے ساتھ ہے۔ بندوں کے تمام حالات کو جانتا ہے' وہ خود قریب اور دعا قبول کرنے والا ہے۔

وہ اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز ہے اور ساری کی ساری مخلوق اپنی ضروریات کے لیے ہمہ وقت اس کی محتاج ہے' اور کوئی بھی لحظہ بھر کے لیے اُس کی ذات سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ اُس کی ذات مہربان اور سراپا رحمت ہے۔ بندوں کے پاس جو بھی دینی یا دنیوی نعمت ہے سب اُسی کی عطا ہے۔ وہی ذات نعمتیں عطا کرتی ہے اور وہی پریشانیاں دور کرتی ہے۔

اُس کی رحمت ہی کا حصہ ہے کہ وہ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے' پھر اعلان کرتا ہے:

((مَنْ ذَا الَّذِی يَسْأَلُنِی فَأُعْطِيَهُ، مَنْ ذَا الَّذِی يَسْتَغْفِرُنِی فَأَغْفِرَلَهُ))

[صحیح البخاری ۱۰۹٤ وصحیح مسلم ۷۰۸]

''کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اُسے دے دوں! کون مجھ سے

مغفرت کا طلبگار رہے کہ میں اُس کی بخشش کر دوں!''

اور یہ سلسلہ طلوعِ فجر تک چلتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان پر نزول فرماتا ہے' اُس کا نزول اُس کی شان جل جلالہ کے شانِ شایان ہوتا ہے۔

وہ حکیم ذات ہے' احکامِ شریعت اور تقدیر نظام میں اُس کی عظیم حکمت ظاہر ہوتی ہے۔ اُس نے کوئی چیز بھی بیکار پیدا نہیں کی' اس کی مقرر کردہ شریعت یا تو انسانوں کے مصلحت و فائدہ کے لیے ہے یا پھر انہیں نقصان سے بچانے کے لیے ہے۔

اُس کی ذاتِ اَقدس بہت زیادہ اور بار بار توبہ قبول کرنے والی ہے' در گزر کرتی ہے اور معاف کر دیتی ہے۔ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کی غلطیوں کو ازخود بخش دیتا ہے۔ توبہ کرنے والوں' استغفار کرنے والوں اور اُس کی طرف رجوع کرنے والوں کے بڑے بڑے گناہ بھی معاف کر دیتا ہے۔ وہ ایسا قدر دان ہے کہ تھوڑے عمل کو قبول کر کے زیادہ اجر عطا فرما دیتا ہے اور اپنے فضل سے شکر گزاروں کو اور زیادہ عطا کرتا ہے۔

سچا مؤمن ہر اُس صفت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے جو صفت اللہ نے خود بیان کی ہے یا اُس کے رسول نے بیان کی ہے' جو کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں' مثلاً مکمل زندگی' کامل سماعت و بصارت' کامل ترین قدرت' عظمت' بڑائی' شان' جلال' جمال' اور کمال اور ہر قسم کی حمد و ثنا۔

اور جو بات کتاب اللہ اور سنت صحیحہ میں وارد ہے اس پر بھی ایمان لاتا ہے، اور یہ کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کو جنت میں جیتی جاگتی آنکھ کے ساتھ دیکھیں گے۔ دیدارِ ربانی کی نعمت اور اُس کی رضا کا حصول جنت کی عظیم ترین نعمت اور لذت ہے۔

اور اس بات پر بھی اعتقاد رکھتا ہے کہ جو آدمی توحید و ایمان کے بغیر مر گیا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں رہے گا۔ البتہ جن اہل ایمان نے کبیرہ گناہ کیے اور وہ توبہ کیے بغیر مر گئے، اور گناہوں کو دھونے والا کوئی نیک کام بھی نہیں کیا، اور نہ ہی انہیں شفاعت مل سکی، ایسے لوگ خواہ جہنم میں چلے بھی جائیں وہ ہمیشہ نہیں رہیں گے، اور جس کسی کے دل میں رائی کے دانے جتنا ایمان ہوگا وہ جہنم میں مستقل نہیں رہے گا، وہ بالآخر (سزا پانے کے بعد) باہر آجائے گا۔

اور یہ کہ ایمان دل کے اعتقاد اور اقوال و اعمال پر مشتمل ہے، نیز اعضاءِ جسم کے اعمال اور زبان کے اقوال کو شامل ہے۔ جس نے مکمل طریقے سے ذمہ داری نبھائی وہ پکا مؤمن ہے، وہ ثواب کا حقدار ہے اور عذاب سے محفوظ رہے گا۔ جس نے کمی کوتاہی کی اُس قدر اُس کا ایمان کمزور رہے۔ لہٰذا یہ قاعدہ بن گیا کہ اطاعت گزاری اور نیکی سے ایمان بڑھتا ہے، گناہ اور غلطی سے کم ہوجاتا ہے۔

مؤمن بندہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا تاکہ

دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دیں' جو کہ اہل ایمان کے لیے خود اُن کی اپنی ذات سے زیادہ مہربان ہیں۔ وہ خاتم الانبیاء ہیں' بشیر ونذیر بنا کر تمام جنوں اور انسانوں کی طرف بھیجے گئے۔ اللہ کی مرضی کے مطابق وہ دین کے داعی ہیں اور روشن چراغ' دین ودنیا کی اصلاح کی ذمہ داری دے کر ان کو مبعوث فرمایا گیا تا کہ لوگ ایک اللہ جس کا کوئی شریک نہیں' کی عبادت کر سکیں اور اللہ کے رزق کے ذریعے عبادت کے لیے طاقت حاصل کریں۔ مؤمن یہ بھی جانتا ہے کہ آپ ﷺ ساری مخلوق کے مقابلے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے' سب سے زیادہ سچے' سب سے زیادہ خیر خواہ اور بات واضح طور پر بیان کرنے میں سب سے زیادہ عظمت والے ہیں۔ لہٰذا مؤمن آپ کو تعظیم دیتا ہے' آپ سے محبت کرتا ہے' آپ کی محبت کو ساری کائنات کی محبت پر مقدم رکھتا ہے' دین کی ہر چھوٹی بڑی بات میں آپ ﷺ کی اتباع کرتا ہے اور ہر دوسرے انسان کے قول یا راہنمائی پر آپ ﷺ کے قول اور راہنمائی کو ترجیح دیتا ہے۔

مؤمن کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو فضائل' خصائص اور کمالات عطا کیے ہیں وہ کسی دوسرے کو نہیں دیئے' لہٰذا آپ ﷺ مقام ومرتبہ کے لحاظ سب سے اعلیٰ مقام پر ہیں' آپ ﷺ کی وجاہت بھی عظیم ترین ہے اور ہر فضیلت میں آپ ﷺ کامل ترین ہیں۔ کوئی بھلائی کی بات ایسی نہیں جو آپ ﷺ نے امت کو نہ بتائی ہو' اور کوئی برائی ایسی نہیں جس سے خبردار نہ کیا ہو۔

مؤمن بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی گئی ہر کتاب اور ہر رسول پر ایمان رکھتا ہے‘ خواہ اُسے ان انبیاء کے نام کا علم ہوا یا نہیں ہوا۔ وہ رسولوں پر ایمان لانے میں کسی کے درمیان فرق نہیں کرتا‘ اور یہ کہ ان تمام انبیاء کا مقصد رسالت ایک ہی ہے‘ وہ یہ کہ ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی جائے۔

مؤمن ہر طرح کی تقدیر پر ایمان لاتا ہے‘ اور یہ بھی جانتا ہے کہ بندوں کے تمام اچھے بُرے کام اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں‘ اُس کے قلم نے لکھ رکھے ہیں‘ اُس کی مرضی ومشیت اس میں نافذ ہے‘ اللہ کی حکمت کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو قدرت وارادہ دیا ہے اور یہ بندے اپنی مرضی سے بات کرتے ہیں اور کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی چیز پر مجبور نہیں کیا‘ بلکہ انہیں خودمختار بنایا ہے۔ بالخصوص اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے عدل وحکمت کے تحت ایمان کی محبت دی ہے اور اسے اہل ایمان کے دلوں میں مزین کر دیا ہے۔ کفر‘ گناہ اور نافرمانی کو ناپسندیدہ بنا دیا ہے۔

نیز دین کے بنیادی اصول میں سے ہے کہ مؤمن کی ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ‘ اُس کی کتاب‘ اُس کے رسول اور مسلمانوں کے قائدین اور عوام کے ساتھ خیر خواہی وہمدردی رکھے‘ بھلائی کا حکم دیتا رہے‘ بُرائی سے روکتا رہے جس حد تک شریعت نے اُسے پابند بنایا ہے۔ والدین کی خدمت کرے‘ قریبی رشتہ داروں سے اچھا تعلق رکھے‘ صلہ رحمی کرے‘ پڑوسی اور دوسرے لوگوں سے

احسان کا برتاؤ کرے‘ اللہ کی تمام مخلوق سے اچھا برتے۔ اچھے اور عمدہ اخلاق کی طرف لوگوں کو دعوت دے‘ بُرے اخلاق اور بُرے کاموں سے لوگوں کو روکے۔

مؤمن اس بات کا اعتقاد رکھتا ہے کہ سب سے زیادہ کامل ایمان اسی شخص کا ہے جس کے اعمال اچھے ہوں‘ زبان کا سچا ہو‘ ہر بھلائی اور نیکی کی طرف آگے بڑھنے والا ہو اور ہر بُرائی سے دور رہنے والا ہو۔

مؤمن یہ بات بھی خوب جانتا ہے کہ فی سبیل اللہ جہاد کا حکم تا قیامت لاگو رہے گا اور یہ دین کا سب سے بلند مقام ہے‘ خواہ جہاد علم و دلیل کے ذریعے ہو یا جہاد ہتھیار کے ذریعے ہو۔ اور یہ کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق دین کا دفاع کرے‘ چاہے امام وقت (حکمران) نیک ہو یا بُرا‘ جہاد میں اس کا ساتھ دے‘ جب تک کہ شرطیں پوری ہوں اور اس کے اسباب باقی ہوں۔

اسلام کے بنیادی اصول میں یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کو باہم متحد و متفق رکھنے کے لیے پوری محنت و کوشش کی جائے‘ ان کے دلوں کو باہم جوڑنے کے لیے خلوص کے ساتھ جدوجہد کی جائے، مسلمانوں میں باہمی تفرقہ ڈالنے‘ دشمنیاں اور بغض پیدا کرنے سے پرہیز کیا جائے اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ہر وسیلہ اختیار کیا جائے۔ اسی طرح مخلوق خدا کو کسی طرح بھی تکلیف نہ پہنچائی جائے‘ نہ جان میں نہ مال میں اور نہ ہی عزت و آبرو کے معاملات میں اور دیگر حقوق میں‘ خواہ معاملہ کافروں کے ساتھ ہو یا مسلمانوں کے ساتھ عدل

وانصاف کے ساتھ طے کیا جائے۔

ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ سب سے افضل امت' امت محمد ﷺ ہے اور امت میں سے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے افضل ہیں' بالخصوص خلفاء راشدین' عشرہ مبشرہ (جن دس صحابہ کرام کو دنیا میں جنتی ہونے کی سند مل گئی تھی)' بدر والے' بیعتِ رضوان (صلح حدیبیہ کے موقع پر) میں شریک ہونے والے' نیز مہاجروں اور انصار میں سے سب سے پہلے اسلام لانے والے۔ چنانچہ وہ سب صحابہ کرام سے والہانہ محبت رکھتا ہے اور یہ محبت اللہ کی رضا کے لیے ہوتی ہے۔ ان کی خوبیوں کو عام کرتا ہے' ان کے بارے میں جو غلط باتیں منسوب ہیں ان سے خاموشی اختیار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر وہ احترام کرتا ہے علماء کرام کا' انصاف پسند حکمرانوں کا' جن لوگوں نے بھی دین کی خدمت کی ہے اور مسلمانوں کی خدمت کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہے کہ وہ ان حضرات کو' دین میں شک' عقیدے میں شرک' مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے' ایمان میں نفاق اور بُرے اخلاق سے محفوظ رکھے اور زندگی کی آخری سانس تک یہ لوگ اپنے نبی ﷺ کے دین پر قائم ودائم رہیں۔

یہ چند اصولی باتیں تھیں جن پر ہدایت یافتہ جماعت خود ایمان رکھتی ہے اور اسی کی طرف دوسروں کو بھی دعوت دیتی ہے۔